اعجاز القرآن

ڈاکٹر خالد علوی

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں اور جنھیں خدائے حکیم و خبیر نے مفصل بیان کیا ہے۔ یہ انوکھی کتاب ہے جس کے الفاظ تبدیل و تحریف سے محفوظ ہیں اور جس کے احکام کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نہیں آئے گی۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے اخبار و قصص ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہیں اور جس کا کوئی بیان عقل و حکمت کے خلاف نہیں۔ یہ ایسی کتاب ہے جو علوم کا سرچشمہ ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (ہود ۱۱: ۱)

ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں، ایک حکیم و خبیر کی طرف سے۔

اس کتاب میں ایک جہانِ معنی آباد ہے، اس کے اتنے پہلو ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ یہ اس رب کی کتاب ہے جو اپنے بارے میں کہتا ہے:

يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (الرحمن ۵۵: ۲۹)

سب آسمان و زمین والے اس سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں اور وہ ہرروز ایک نئی شان میں ہے۔

اگر نازل کرنے والے کی یہ شان ہے تو منزل کلام کی کیا شان ہوگی۔یہ کتاب پڑھنے اور سننے والے کے لیے ہر دفعہ نیا سامان فکر و عمل مہیا کرتی ہے۔اس کے صرف ایک پہلو اعجاز القرآن پر چند نکات پیش کیے جارہے ہیں۔

اعجاز کا مفہوم: اعجاز کے مفہوم میں عاجز کر دینا شامل ہے۔ معجزہ عاجز کرنے والا واقعہ یا عمل ہے۔ایک ایسا کام جس کے کرنے سے انسانی قدرت عاجز ہو اور اس کا ضعف و بے بسی واضح ہو۔ (ابن منظور، لسان العرب، ۵-۳۶۹، ۱-۷۲)

یہ عجز اور بے بسی صرف وقتی نہ ہو بلکہ استمرار زمانہ سے یہ ضعف انسانی اور مبرہن ہو جائے۔

اعجاز کی تاثیر کا تعلق رب کریم کی ذات سے ہے۔اس کی قدرت کاملہ کا ظہور کسی خاص وقت میں کسی ایسے طریق پر ہوتا ہے کہ عقول انسانی حیرت زدہ اور فکر و فہم انسانی مبہوت ہو جاتے ہیں۔ عقل و فکر کے وہ تمام پیمانے عاجز رہ جاتے ہیں جن سے انسان مختلف اشیا کو اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیا و رسل کے ذریعے ایسے واقعات کو ظہور بخشتا ہے جن کو دیکھ کر انبیا کے مخاطبین حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔

معجزہ اللہ تعالیٰ کا خاص فعل ہے 'کیونکہ کائنات کا نظام اس کی عادت عامہ کے مطابق چل رہا ہے جسے ہم علمی زبان میں natural physical laws کہتے ہیں۔ پوری کائنات ان قوانین طبعی کے اندر جکڑی ہوئی ہے۔اس کی غالب قوت نے جو ضوابط طے کر دیے ہیں یہ کائنات بے چون و چرا ان کے مطابق چل رہی ہے۔

"اور سورج ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے اور یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند ہے کہ اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں"۔ (یٰسین ۳۶: ۳۸۔۴۰)۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت خاصہ کے تحت قانون طبیعی معطل ہو جاتا ہے اور ایک خاص واقعہ رونما ہوتا ہے جس کی توجیہ مادی قوانین کے تحت نہیں کی جا سکتی۔ایسا ہونا اس امر کی دلیل ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے اپنی قدرت کے اظہار اور اپنے کسی خاص بندے کی تائید میں ایک خرق عادت واقعہ کو صادر کیا ہے۔یہ واقعہ دو اعتبار سے معجزہ ہوتا ہے 'ایک لحاظ سے وہ قانون عامہ کو توڑ دیتا ہے جو ایک انوکھا صدور ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے وہ عام انسانوں کو کر دیتا ہے کہ وہ اسی طرح کا کوئی کام کر سکیں۔ معجزہ چونکہ خدائی فعل ہوتا ہے اس لیے جن برگزیدہ ہستیوں کی تائید میں واقع ہوتا ہے وہ بھی اسے الٰہی فعل ہی قرار دیتی ہیں۔

قانون عامہ اور عادات خاصہ سنۃ اللہ کے مظاہر ہیں اور تاریخ انسانی میں ان کا ظہور ایک مسلم حقیقت ہے۔بائبل اور قرآن دونوں معجزات کے وقوع پذیر ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔تاریخ انبیا پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیا و رسل کی تائید میں معجزات کا ظہور کرتا رہا ہے۔ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے اور اس کی عملی تصدیق۔امر واقعہ یہ ہے کہ نبی جب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب سے خصوصی تعلق ہے' اور میری اطاعت کے بغیر نجات کی کوئی راہ نہیں اور اس کی حقانیت پر وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اور زبان سے وہ

چیزیں ظاہر فرمائے گا جو اس کی عادت عامہ کے خلاف ہوں گی اور تمام انسان مل کر بھی اس کی نظیر لانے سے عاجز ہوں گے۔ لہٰذا جب معجزے کا ظہور ہوتا ہے تو وہ نبوت کی تصدیق اور اس کی حقانیت کی دلیل ہوتا ہے۔

قرآن ایک بڑا معجزہ: تمام انبیا کی تائید و تصدیق کے لیے معجزات کا ظہور ہوا اور حضور اکرمؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے کئی معجزات عطا کیے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن سب سے بڑا معجزہ ہے۔ سابقہ معجزات وقتی اور ہنگامی تھے۔ اس کی تاثیر ایک خاص تاریخی حقیقت تھی۔ بعد میں اس کی حیثیت ایک تاریخی واقعہ کی رہ جاتی ہے' لیکن قرآن کی معجزاتی حیثیت قائم و دائم ہے۔ یہ اس وقت بھی معجزہ تھا جب نازل ہو رہا تھا اور یہ اب بھی معجزہ ہے اور قیامت تک معجزہ رہے گا۔ قرآن' رسول اللہؐ کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل اور انوار الٰہی کے انعکاس کا سب سے بڑا مظہر ہے۔

قرآن پاک جب نازل ہو رہا تھا تو بے بصیرت جاہلی عرب آپ پر الزام لگاتے تھے کہ آپ کہیں سے قصے کہانیاں پڑھ پڑھا کے انھیں سنا دیتے ہیں۔ یہ وہی اعتراض ہے جسے دور حاضر کے عالم نما جاہل مستشرق انوکھی تحقیق (Original research) کے نام سے پیش کر رہے ہیں کہ قرآن حضور اکرمؐ کی تصنیف ہے۔ جاہلی عربوں نے آپؐ پر جنوں کے زیر اثر ہونے اور شاعر و ساحر ہونے کے الزام لگائے تاکہ قرآن پاک کی غیر معمولی تاثیر کے خارجی عوامل تلاش کیے جائیں۔ غور سے دیکھا جائے تو ان الزامات کے پیچھے ان کی عاجزی و درماندگی جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس کتاب کو پیش کرنے والے نے کسی درس گاہ میں تعلیم پائی' نہ کسی لائبریری میں مطالعہ کے لیے بیٹھے' نہ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

آپؐ کا امی ہونا تاریخ کی بدیہیات میں سے ہے۔ امی کی تعبیرات میں کئی باتیں کہی گئی ہیں لیکن اصل حقیقت مبرہن ہے کہ آپ انسانی معیارات کے لحاظ سے تعلیم و تعلم اور نوشت و خواند سے غیر متعلق رہے۔ اولیں مخالفین سے لے کر دور حاضر کے معاندین تک کسی کو یہ جرات نہیں ہوئی کہ آپ کے سلسلہ تعلیم و تعلم کو ثابت کر سکے۔ ایک ایسی شخصیت ایک ایسا کلام پیش کرتی ہے جو بڑے بڑے فصحا کو گنگ کر دیتی ہے۔ اور بڑے بڑے عقلا کو حیران و ششدر کر دیتی ہے' معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اعجاز القرآن کے دلائل:

نبیؐ کے دعوائے نبوت کی اساس قرآن ہے' لہٰذا جب یہ دعویٰ کیا جا رہا تھا تو کیا لوگ پیش کرنے والے کی شخصیت کو نہیں دیکھ رہے تھے؟

نبی اکرمؐ اپنے کردار اور اپنے حسب و نسب کے لحاظ سے ممتاز و محترم تھے۔ قرآن نے اسے بطور

دلیل پیش کیا ہے کہ اس کردار کا شخص غلط بات نہیں کہہ سکتا۔ ان کی پوری زندگی تمھارے سامنے ہے۔ کیا اس سے پہلے انھوں نے کبھی ایسی بات کی ہے؟ یہ کلام الٰہی ہے جو ان کی زبان مبارک پہ جاری ہے۔

آپ یوں فرما دیجیے کہ "اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تمھیں یہ کلام پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تمھیں اس کی اطلاع دیتا کیونکہ اس سے پہلے بھی تو میں عمر کے ایک بڑے حصے تک تم میں رہ چکا ہوں۔ کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے (یونس ۱۰: ۱۶)۔

حضور اکرمؐ افصح العرب تھے لیکن آپ کے کلام اور قرآن پاک میں ایک واضح فرق تھا جسے ہر ہوش مند نے محسوس کیا۔ آپؐ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق نے مشہور تابعی محمد بن کعب القرضی سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ قریش کے سردار مسجد حرام میں اپنی محفل جمائے بیٹھے تھے اور اس کے دوسرے گوشے میں حضور اکرمؐ تنہا تشریف فرما تھے۔ اسلام کا روز افزوں اثر زیر بحث تھا کہ عتبہ بن ربیعہ سرداران قریش کی اجازت سے آپؐ کے پاس گیا اور مال و دولت اور علاج کی تجاویز رکھیں' آپؐ نے اسے حم السجدہ سنائی اور آیت سجدہ ۳۸ پر پہنچے تو سجدہ کیا۔ عتبہ جب قریش کی طرف چلا تو قریش نے اس کے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھا تو کہا یہ وہ صورت نہیں جو لے کر گیا تھا۔ عتبہ نے آکر کہا: بخدا میں نے ایسا کلام سنا کہ کبھی اس سے پہلے نہ سنا تھا۔ خدا کی قسم نہ یہ شعر ہے' نہ سحر' ہے نہ کہانت۔ اے سرداران قریش میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام کچھ رنگ لا کر رہے گا۔ فرض کرو اگر عرب اس پر غالب آگئے تو اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اٹھانے سے تم بچ جاؤ گے' اور دوسرے اس سے نمٹ لیں گے۔ لیکن اگر وہ عرب پر غالب آگیا تو اس کی بادشاہی تمھاری بادشاہی اور اس کی عزت تمھاری عزت ہوگی۔ سرداران قریش نے کہا: ابو الولیہ! آخر اس کا جادو تم پر چل ہی گیا (ابن ہشام السیرہ النبویہ' ۳۱۲-۳۱۴)۔

مشرکین مکہ پر واضح ہو چکا تھا کہ قرآن انسانی کلام نہیں۔ پھر ان پر یہ بات بھی واضح تھی کہ قرآن جن علوم و معارف اور جن واقعات و حقائق کو بیان کرتا ہے انھیں سیکھنے کا کوئی وسیلہ بھی آپؐ کو میسر نہ تھا۔ آپؐ کی یتیمی' جوانی میں کاروبار تجارت اولاد کی پرورش اور پھر دنیا سے الگ تھلگ غار حرا میں تفکر' حیات طیبہ کے وہ ادوار ہیں جو کھلی کتاب کی طرح ان کے سامنے تھے۔ ان میں اکتساب علوم اور تحصیل فنون کی کہاں گنجائش تھی؟ اور اگر ایسا ہوتا تو مخالفین سے کیسے اوجھل ہو سکتا تھا۔ پھر حجاز میں کون سی یونیورسٹیاں' لائبریریاں اور ماہرین فن تھے جن سے اکتساب فیض کیا جا سکتا تھا۔ ایک امی' وسائل تعلیم سے ناآشنا یکایک علم و حکمت اور دانش و عرفان کے جواہر لٹانے لگتا ہے' تو ظاہر ہے کہ اس کا تعلق کسی اعلیٰ ماخذ سے قائم ہو گیا ہے اور یہی اس بیان کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ جس کی

تصدیق عتبہ کے دل و دماغ نے کی۔

قرآن کا اسلوب: اعجاز کی ایک اہم دلیل قرآن پاک کا بلیغانہ نظم و اسلوب ہے۔اس کے الفاظ اس کی تراکیب 'اس کے جملے اور اس کی عبادلت کا اندرونی نظم و ربط وہ اہم خصائص ہیں جن کی بنیاد پر قرآن مجید ایک منفرد کتاب قرار پاتی ہے۔ قرآنی سورتوں پر نظر ڈالیے۔اس کے الفاظ و تراکیب پر غور کیجیے 'فصاحت کا ایک دریا بہہ رہا ہے۔آیتوں کی ابتدا اور اختتام 'سورتوں کی انفرادیت اور مضامین کا تنوع اور پورے قرآن میں عبارت کا تسلسل 'معانی کی تنظیم حیران کر دینے والی ہے۔علما بلاغت نے کہا ہے کہ قرآنی اعجاز کے تین پہلو واضح ہیں:

(۱) الفاظ کی فصاحت 'جیسے ایک دریا کی روانی ہے۔ (۲) معانی کی بلاغت 'جس میں امثال قصص 'اوامر و نواہی 'وعدہ و وعید اور حسن موعظت بطریق احسن سمو گئے ہیں۔ (۳) نظم 'یعنی قرآن میں جو کچھ مذکور ہے اس میں ایک خوبصورت تنظیم پائی جاتی ہے۔کہیں بے ربطی نہیں۔

اعجاز کے یہ تینوں پہلو پورے قرآن کو محیط ہیں۔اس کی چھوٹی سے چھوٹی آیت سے لے کر بڑی سے بڑی سورت تک میں فصاحت و بلاغت اور نظم کو دکھایا جا سکتا ہے۔ عبدالقاھر جرجانی (م: ۴۷۴) نے دلائل الاعجاز میں اعجاز القرآن کے مختلف اطراف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔اسی طرح قاضی ابوبکر باقلانی (۴۰۳ھ)' خطابی (۳۸۸ھ)'فخرالدین رازی (۶۰۶ھ) اور ادیب ابن ابی الاصبع (۶۵۴ھ) وغیرہم نے اپنے اپنے انداز سے بیان کرنے کی سعی کی ہے۔قرآن کے اسلوب میں ظاہری شکوہ بھی ہے۔اور داخلی استحکام بھی۔اس کا انداز نہ صرف حیران کرنے والا ہے بلکہ معجز بھی ہے۔

قرآن کی تاثیر: قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کا اسلوب و نظم ایسا ہے کہ انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔نزول قرآن کے وقت عربوں کی فصاحت و بلاغت 'نقطہ عروج پر تھی۔ اس وقت ان کا قرآن سے متاثر و مرعوب ہونا اس کے اعجاز کی اہم دلیل ہے۔اس کی قرات نے عمر بن الخطاب پر کیا اثر چھوڑا۔اقبال نے اگرچہ تلخیٔ بن خطاب کے سوز کا ذکر کیا ہے لیکن فی الحقیقت وہ قرآنی عبارت و معانی کی تاثیر تھی۔انھوں نے جب اس کی تلاوت سنی تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

جنوں کی ایک جماعت نے اس کتاب کو سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے۔سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے (جن ۷۲: ۱-۲)۔

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے مخاطب! تو کیا دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اور ان مضامین کو لوگوں کے نفع کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ تفکر کریں۔

(الحشر ۵۹: ۲۱)۔

اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے، بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کو وہ چاہتا ہے اس کے ذریعے سے ہدایت کرتا ہے اور اللہ جس کو گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں (الزمر ۳۹: ۲۳)۔

نجاشی کے دربار میں جعفر طیارؓ نے جب سورہ مریم کی چند آیات پڑھیں تو نجاشی پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور پھر کہا: خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے نور ہیں"۔ (السیرہ النبویہ۔ ۳۵۹)۔

صحابہ کی زندگی قرآن کی تاثیر کے واقعات سے مالا مال ہے۔ امت کی ۱۴ سو سالہ تاریخ میں ایسے واقعات کا ایک تسلسل ہے۔ آج بھی کلام اللہ کی تاثیر دیکھی جا سکتی ہے۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ صرف قرآن پاک کی تلاوت نے شخصیتوں کا رنگ بدل دیا۔ دنیا کے اندر اس انداز سے پڑھی جانے والی کوئی کتاب موجود نہیں ہے اور دنیا میں کوئی دوسری کتاب نہیں جس کی تاثیر کا معجزہ اب بھی پوری طرح کار فرما ہو۔

قرآنی تعلیم: جس طرح قرآن کا اسلوب، اس کی زبان، اس کی تراکیب اور اس کی فصاحت و بلاغت معجز ہے۔ اسی طرح اس کے مضامین اور اس کی تعلیمات بھی۔ عقائد و احکام، اوامر و نواہی، قصص و امثال، عبر و نصائح، تجزیے اور تبصرے، وعدہ و وعید، تبشیر و انذار، اخبار غیب اور مستقبل کی پیش گوئیاں، سب اس انداز سے سمو دیئے گئے ہیں کہ اس سے اس کتاب کی انفرادیت و یکتائی بالکل واضح ہو گئی ہے۔ یہ ایک جامع اور مفصل کتاب ہے۔ یہ ہدایت و رہنمائی ہے۔ یہ نور اور برہان ہے۔ یہ تذکرہ و تبصرہ ہے۔ کتاب مفصل ہے۔ شفا و نور ہے۔ کتاب نصیحت ہے۔ یہ تمام صفات وہ ہیں جس کا تذکرہ وہ خود کرتی ہے، یہ اس کا دعویٰ ہے۔

اس روشن کتاب نے زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں جامع تعلیم عطا فرمائی ہے۔ قرآنی علوم کا دریائے ناپید ہے۔ اس مختصر کتاب میں اسرار حیات و کائنات سمو دیے گئے ہیں۔ جس کا جتنا ظرف اور جیسا فہم ہو گا اس کے مطابق استفادہ کرے گا۔ جوں جوں انسانی معرفت بڑھتی جائے گی، توں توں قرآنی اسرار منکشف ہوتے جائیں گے۔ قرآنی تعلیم اس کے اعجاز کا ایک اہم پہلو ہے کیونکہ جو بات اس میں جس انداز سے کہی گئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

حفاظت قرآن: اعجاز القرآن کا ایک پہلو اس کی حفاظت ہے۔ کتب سماویہ میں یہ اعزاز صرف

قرآن کو حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود نازل کرنے والے نے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور ذمہ بھی لیا ہے۔ یہ واحد کتاب ہے جس کی داخلی شہادت اس کی حفاظت کو واضح کرتی ہے۔ ارشاد باری ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر ۱۵: ۹)۔ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جس شان و ہیبت سے وہ اترا ہے بغیر ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے' چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ رکھا جائے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے' مگر اس کے اصول اور احکام نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں' پر قرآن کے صوری و معنوی اعجاز میں ہرگز ضعف و انحطاط محسوس نہ ہو گا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہوں گی' لیکن اس کے ایک نقطے کو گم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقے سے پورا ہو کر رہا ہے جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔ سر ولیم میور کہتا ہے: "جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو"۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمدؐ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں"۔

کاتبوں نے رسم الخط کی' قاریوں نے طرز ادا کی' حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول وقت سے لے کر آج تک ایک زیر و زبر تبدیل نہ ہو سکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لیے' کسی نے آیتیں شمار کیں' کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ شمار کر ڈالا۔ آنحضرتؐ کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ یا کوئی ساعت ایسی نہیں بتلائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ قرآن کی موجودگی نہ رہی ہو۔ خیال کرو آٹھ دس سال کا بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جز کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے۔ وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پر ہے' کس طرح فرفر سنا دیتا ہے۔ پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے۔ چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر رہنے دیں۔ حفظ قرآن کے متعلق ہی یہ اہتمام و اعتنا عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے۔ اسی طرح وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی۔ (فوائد عثمانی'

۳۴۷-۳۴۸)۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے قلب اطہر میں قرآن مجید کو صحیح ترتیب کے ساتھ محفوظ کرنے سے لے کر خلق خدا کے لیے دائمی طور پر محفوظ کرنے تک کی ذمہ داری اپنے سر لی ہے اور اس کی قدرت و مشیت کا معجزہ ہے۔ کہ یہ کتاب اس وقت اسی طرح موجود ہے جس طرح پیغمبر پر اتاری گئی تھی۔

غلطی اور عیب سے مبرا: قرآن کا دعویٰ ہے کہ یہ کلام اللہ ہے۔ اس میں کسی انسانی مداخلت کی گنجائش نہیں، یہ بے عیب ہے۔ اس میں باطل کی مداخلت نہیں۔ یہ واضح اور مبرہن کتاب ہے۔ اس میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں۔ قرآن مجید نے ان پہلوؤں کو مختلف اسالیب سے واضح کیا ہے۔

"اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا، اور اے پیغمبرؐ ہم نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔ (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۰۵)۔

"اور یہ تو ایک عالی مرتبہ کتاب ہے، اس پر جھوٹ نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے، دانا اور خوبیوں والے (رب) کی طرف سے اتاری ہوئی ہے" (حم السجدہ ۴۱: ۴۲)۔

"بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر چہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے"۔ (النسا ۴: ۸۲)۔

مشرکین مکہ یہ سمجھتے تھے کہ حضورؐ خود قرآن تصنیف کرتے ہیں لہٰذا اس میں تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھی وہ تبدیلی کا مطالبہ بھی کرتے تھے۔ قرآن نے نبی اکرمؐ کے ذریعہ نہ صرف اس بات کی تردید کرائی اور کہا کہ قرآن میں ردوبدل ان کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ بھی کہلوایا کہ اگر اللہ کی طرف کوئی غلط منسوب کی گئی تو ایسا کرنا قابل گرفت ہو گا۔

اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ یا تو اس کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یا اس کو بدل دو۔ آپ فرما دیں کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے (یونس ۱۰: ۱۵)۔

قرآن کا چیلنج: قرآن مجید نے کلام اللہ ہونے کی بنیاد پر اہل عرب کو بالخصوص اور پوری انسانیت کو بالعموم یہ چیلنج دیا ہے کہ ایسا کلام لاؤ۔ یہ چیلنج آج بھی قائم ہے۔ وہ تمام لوگ جو اسے کلام اللہ تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں ایسا جامع صفات کلام پیش کریں۔ قرآن نے اس چیلنج کو تین مقامات پر مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ (یونس ۱۰: ۳۷-۳۸۔ بقرہ ۲: ۲۳-۲۴۔ بنی اسرائیل

۸۸)۔

قرآن پاک کا اعجاز ہے آج بھی مشرکین ' کافرین اور منکرین کے لیے ایک چیلنج ہے اور یہ چیلنج قیامت تک کے لیے قائم ہے۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت ' اس کا نظم و اسلوب ' اس کے علوم ' اس کی اخبار غیب ' اس کی تعلیمات ' اور اس کے احکام ' اس کے قصص و عبر اس کے نصائح و مواعظ ' اس کی تبشیر اور انذار ' اس کی ہدایت و شفا ' اس کا نور اور رحمت انسانوں کے لیے دعوت غور و فکر ہے اور اس کا ہر پہلو اعجاز کی بے پایاں قوت کا حامل ہے۔ اقبال نے سچ ہی تو کہا ؎

فاش گویم آں چہ در دل مضمر است — ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
چوں مسلماناں اگر داری جگر — در ضمیرِ خویش و در قرآں نگر
صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست — عصرہا پیچیدہ در آناتِ اوست
بندہ مومن ز آیاتِ خداست — ہر جہاں اندر برِ او چوں قباست
چوں کہن گردد جہانے در برش — می دہد قرآں جہانے دیگرش

میرے دل میں جو کچھ پوشیدہ ہے اسے میں صاف طور سے کہتا ہوں ' یہ (قرآن) محض کتاب ہی نہیں ہے بلکہ ایک نئی چیز یعنی پیغامِ انقلاب ہے۔ اگر تیرے اندر مسلمانوں کا سا حوصلہ ہے تو اپنے ضمیر اور قرآن میں غور و فکر کر ' (تجھے معلوم ہو گا کہ) قرآنی آیات میں سیکڑوں نئے جہان ہیں اور اس کی ہر آن (لمحے) میں سیکڑوں زمانے لپٹے ہوئے ہیں۔ بندہ مومن اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور ہر زمانہ قبا کی مانند ' اس کی دسترس میں ہے۔ جب ایک جہاں اس کے لیے پرانا ہو جاتا ہے تو قرآن اسے ایک نیا جہاں دے دیتا ہے۔

اس ماہ کے اشارات **جہاد کی پکار** کا کتابچہ ترجمان ری پرنٹس سروس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ -/۵ ۷ روپے فی سیکڑہ

اعتذار: گزشتہ ماہ اندرونی پہلے صفحہ پر سہواً ' اپریل درج ہو گیا تھا۔ یہاں مارچ ۹۶ پڑھا جائے۔